ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے پچھلے صفحات پر دیے گئے ڈاکٹر حسن ترابی اور صادق المہدی وغیرہ کے انٹرویوز میں بنیادی تجاویز آ چکی ہیں۔ ڈاکٹر ترابی کا کہنا ہے کہ دارفور کا اصل مسئلہ وہاں کے لوگوں کو شہری زندگی کی ضروریات کی فراہمی ہے جس کے لیے حکومت کو ضروری سرمایہ کاری کرنی چاہیے تاہم تنگ نظری کا مظاہرہ کر کے حکومت نے اس مسئلے کو بہت زیادہ بڑھنے کا موقع دیا ہے۔ جبکہ صادق المہدی کی تجویز بنیادی طور پر یہ ہے کہ خرطوم نے جنوبی سوڈان کی تنظیم سوڈان پیپلز لبریشن موومنٹ کے ساتھ جامع امن معاہدہ (Comprehensive Peace Agreement) کے نام سے ۲۰۰۵ء میں جو سمجھوتہ کیا ہے، اس کی خامیاں دور کر کے اسے دارفور سمیت ملک کے تمام حصوں کے لیے عام کر دیا جائے تاکہ قومی دولت اور وسائل میں پوری سوڈانی قوم یکساں طور پر شریک ہو سکے۔ سوڈان کے ممتاز ترین سیاسی رہنماؤں کی یہ آراء یقیناً مسئلے کے درست حل کی جانب رہنمائی کرتی ہیں اور صدر بشیر ان تجاویز کو اصولی طور پر قبول کر کے صورت حال کو بہت کم وقت میں بہتر بنا سکتے ہیں جبکہ انہیں عملی شکل دینے کے لیے نتیجہ خیز اور تیز رفتار مذاکراتی عمل شروع کیا جانا چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ دارفور میں ہونے والے مظالم کی شکایات کی تحقیقات کے لیے ایک بااختیار اور پوری طرح قابل اعتماد عدالتی کمیشن بنایا جانا چاہیے اور صدر بشیر کو اعلان کر دینا چاہیے کہ کمیشن کے دائرہ کار سے اعلیٰ ترین حکومتی ارکان سمیت کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہوگا اور صدر بشیر خود بھی حسب ضرورت اس کمیشن کے سامنے پیش ہونے کے لیے تیار ہیں..... انتخابات سے پہلے ان اقدامات سے ملک کی فضا مزید بہتر ہوگی، قومی یکجہتی کو فروغ ملے گا اور انتخابی عمل بہتر ماحول میں مکمل کیا جا سکے گا۔

۶) سیاسی مفاہمت کے لیے باہمی رابطے کا مستقل نظام تشکیل دیا جائے

صدر بشیر نے جنوبی سوڈان کے ساتھ جامع امن سمجھوتہ کر کے ملک میں سیاسی مفاہمت کی ایک بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس سلسلے کو تمام سیاسی مکاتب فکر تک وسعت دینا ضروری ہے۔ جامع امن سمجھوتے کی رو سے ۲۰۱۱ء میں ریفرینڈم کے ذریعے جنوبی سوڈان کو مکمل خودمختار ملک بننے یا سوڈان میں شامل رہنے کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ سوڈان کو تقسیم سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اس سے